بڑی محنت کی ہے اور اردو کے تمام اہم تراجم ان کے پیش نظر رہے ہیں۔ کہیں کہیں ترجموں کے اختلاف کو بھی واضح کیا ہے یہ ترجمہ خود اپنی جگہ بڑی قدر و قیمت کا حامل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مفید خدمت کو جلد پایۂ تکمیل کو پہونچائے۔ اس سے دین کا صحیح فہم و شعور پیدا ہونے میں توقع ہے بڑی مدد ملے گی۔

ہندوستان پبلیکیشنز، بلّی ماران، دہلی ۶ نے اس ترجمہ کو بڑی تقطیع پر خاصے اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اب تک ترجمہ کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

تیسواں پارہ صفحات ۴۸۴ ہدیہ ۷۰ روپیہ۔ جلد اول (سورۂ بقرہ) صفحات ۸۰۶ - ہدیہ ۱۱۰ روپیے۔ جلد دوم (آلِ عمران) صفحات ۵۰۴ ہدیہ ۷۵ روپیے

یہ کتاب مکتبہ تحقیق، پان والی کوٹھی، دودھ پور، علی گڑھ سے بھی دستیاب ہے۔

(جلال الدین)

انسانی علوم کے میدان میں اسلام کا انقلابی و تعمیری کردار

از۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ ناشر: مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، لکھنؤ۔ بار اول ۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء۔ صفحات ۷۸۔ آفسٹ کی عمدہ طباعت۔ قیمت ۱۲ روپئے۔

زیر تبصرہ رسالہ مصنف ممدوح کا ایک مقالہ ہے جو ۱۹۸۶ء میں الجزائر میں "اسلام اور انسانی علوم" کے موضوع پر منعقدہ ایک بین الاقوامی سمینار میں عربی زبان میں اسی عنوان سے پڑھا گیا تھا۔ بعد میں یہ مقالہ قاہرہ سے کتابچہ کی صورت میں شائع ہوا۔ اب یہ اسی مقالہ کا اردو قالب ہے جسے مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ نے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ ترجمہ کی خدمت سابق رفیق مجلس اور حال استاذ لکھنؤ یونیورسٹی مولانا شمس تبریز خاں صاحب نے انجام دی ہے۔ مولانا شمس تبریز خاں کافی عرصہ سے مصنف محترم کی عربی چیزیں اردو میں منتقل کرتے رہے ہیں جس کی وجہ سے ترجمہ میں سلاست و روانی کے علاوہ مصنف کی تحریروں سے انھیں ایک طرح کی طبعی مناسبت اور لگاؤ بھی ہو گیا ہے۔ اس سے ترجمہ میں مزید حسن اور نکھار پیدا ہو گیا ہے۔ زیر تبصرہ رسالہ میں ترجمہ کا یہ حسن پوری طرح نمایاں ہے اور پہلے سے پتہ نہ ہو تو ترجمہ پر اصل کا گمان ہوتا ہے۔

محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی زاد مجدہم کا اصل میدان تاریخ ہے۔ وہ کسی بھی موضوع پر گفتگو کریں بات گھوم پھر کر تاریخ کے دائرہ میں پہونچ جاتی ہے۔ زیر تبصرہ رسالہ کا بھی اصلاً یہی رنگ ہے

اور اس کا بڑا حصہ تاریخی مواد و معلومات پر مشتمل ہے۔ اسلام سے پہلے دنیا کے بڑے بڑے تمدنی مراکز یونان، ایران اور ہندوستان جہالت کی تاریکی میں کس طرح ڈوبے ہوئے تھے، تاریخ کے مستند حوالوں سے مصنف نے اس کا تفصیلی نقشہ کھینچا ہے۔ آخر میں علم کے میدان میں اسلام کا جو کارنامہ ہے مصنف نے اسے پانچ عنوانات ۱۔ عالمیت و انسانیت۔ ۲۔ عوامیت و عمومیت ۳۔ حرکیت ۴۔ عزیمت و جواں مردی اور ۵۔ علم نافع پر خصوصی توجہ اور زور، کے تحت واضح کیا ہے۔ علم کے سلسلے میں اسلام کے انقلابی نقطۂ نظر کے بیان میں بلاشبہ یہ پانچوں نکات قیمتی ہیں۔ لیکن بحث کے بعض انتہائی دوسرے اہم گوشے بھی ہیں جن کی طرف توجہ ضروری تھی۔

موجودہ دور جسے علم کے دھماکے کا دور کہا جاتا ہے اور جس کے متعلق آج کی متمدن دنیا کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اب وہ جہالت کی تاریکی سے نکل کر علم کی مکمل روشنی میں آگیا ہے، بزعم خویش علم کے نور سے منور عصر حاضر کا سب سے بڑا المیہ اس کا ناقص تصور علم ہے جس کے اندر علم کے نام پر جہل کی ایسی گرم بازاری ہے کہ سابقہ ادوار میں شاید اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ جہل کا اعتراف ہو تو اس کے ازالہ کی فکر بھی ہو لیکن جب جہل کے تو بہ تو اندھیروں کو علم کا نام دے دیا گیا ہو تو ایسے مریضان علم کی اصلاح بہت مشکل ہے۔ آج علم کے نام پر انسانیت کا تمامتر مرکز توجہ مادی علوم ہیں جن کا حاصل اس کے سوا دوسرا نہیں کہ انسان اپنی مادی اور حیوانی ضروریات کی تکمیل بہتر سے بہتر طریقے پر کر سکے۔ خدا کی سچی معرفت اور حقیقی دینداری جسے قرآن اصل علم قرار دیتا ہے، تہذیب جدید کی علمی فہرست سے یہ عنوان ہی سرے سے خارج ہے۔ انسانی ذہن و فکر کی اصلاح سے متعلق فلسفہ و نفسیات اور سماجیات کے نام سے آج جن علوم کا چرچا ہے ان میں کچھ کام کی باتیں ہوں بھی تو ہدایت الٰہی سے محروم ہو کر ان کا ہیولیٰ ہی ناقص ہے۔ علم کے نام پر جہل کی مار کھائی آج کی بیچاری انسانیت کے دکھوں کا اصل درماں اسلام کا عطا کردہ "صحیح تصور علم" ہے۔ جو دین و دنیا کے علوم کی درجہ بندی کر کے انسان کو افراط و تفریط کے اندھیرے سے نکال کر اعتدال و توازن کی شاہراہ پر گامزن کرتا ہے۔ اس پس منظر میں قرآن و سنت کے عطا کردہ تصور علم کی مزید تشریح و تفصیل کے ساتھ علمائے اصول نے علوم کی جو درجہ بندی کی ہے اس کی تفصیل ضروری تھی۔ توقع ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں یہ کمی دور کر دی جائے گی۔ اسلام کے مطلوبہ تصور علم کی گفتگو بہت تشنہ اور مجمل ہے۔ اسے پھیلانے اور مربوط و مدلل کرنے کی ضرورت ہے۔

پیش لفظ میں مصنف نے رسالہ کو "فکر انگیز" اور "اہم معلومات" اور "عمیق تاریخی مطالعہ" اور "فکر و نظر کے نتائج" پر مشتمل قرار دیا ہے۔ بہتر ہوتا کہ اس کا فیصلہ اپنے ہوش مند قارئین کے لیے چھوڑ دیا جاتا۔ (سلطان احمد اصلاحی)